مفرح القلوب

سلطان ٹیپو کے دور کی ایک اہم تصنیف

سید محمود حسین صاحب۔ لکچرر فارسی شعبۂ تحقیق جامعہ میسور۔

عہد سلطنت خداداد تاریخ میسور کا روشن ترین باب ہے، مخالفت اور دشمن قوتوں نے گو اس کے آثار بڑی حد تک مٹا دئے لیکن انہیں پوری طرح نیست و نابود نہ کر سکے، سرینگ پٹن کے کھنڈر اس سلطنت کی شان و عظمت اور جاہ و سطوت کی یاد دلاتے ہیں تو اس دور کے بچے کھچے مخطوطات اس کی علمی اور فنی فتوحات کا پتا دیتے ہیں، اگرچہ یہ اڑتیس سال کا دور حکومت نہایت مختصر رہا اور نواب حیدر علی خاں بہادر اور ٹیپو سلطان شہید کے اکثر شب و روز میدان جنگ میں گزرے تاہم انھوں نے علوم و فنون کی ترویج و اشاعت اور اہل علم و فضل کی قدرشناسی اور ہمت افزائی سے کوئی غفلت نہ برتی، علما فضلا شعرا اور ادبا اطراف و اکناف سے کھنچ کھنچ کر ان کے دربار میں جمع ہوگئے تھے، سری رنگ پٹن یا ظفرآباد علم و ہنر کا مرکز بنا رہا تو سلطنت کے دوسرے اہم مقامات پر بھی اہل علم اور اہل قلم مصروف عمل رہے، دونوں بادشاہوں نے دور دراز مقامات سے علما اور شعرا کو دعوت دے کر بلایا، ان کو وظیفے دئے اور انعام و اکرام سے مالامال کیا اور دارالحکومت میں ان کی اقامت کا انتظام کیا، کہا جاتا ہے کہ شمالی ہند کے علاوہ ایران اور عرب سے بھی اہل علم و ہنر یہاں آکر جمع ہوگئے تھے، دہلی اور اودھ ـــــــ درباروں کے علاوہ ایران، افغانستان روم اور حجاز کے بادشاہوں سے بھی ان دونوں بادشاہوں کے قلمی تعلقات تھے، حیدر علی خاں نے شیراز سے ایک ہزار سوار اپنی فوج میں بھرتی کئے تھے اور ایران کا ایک

شہزادہ ٹیپو سلطان کے دربار میں دو سال مہمان رہا، حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان دونوں کو کتابیں جمع کرنے کا اتنا شوق تھا کہ مفتوحہ مقامات سے جو کتابیں حاصل ہوتیں ان کو اپنے شاہی کتب خانے بھجوا دیتے تھے، چنانچہ سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں نے ان کا کتب خانہ بھی مال غنیمت میں شامل کر لیا، اس کی وضاحتی فہرست سٹورٹ نے مرتب کر کے شائع کرائی تھی، اس نے سلطانی کتب خانے کی کتابوں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ بتائی ہے، ان میں طب، تاریخ، شعر و ادب، لغات، فلسفہ، ریاضی، نجوم، انشا، قصص، موسیقی وغیرہ پر عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں مختلف اور متعدد مستند کتابیں شامل ہیں شاہی کتب خانے کی بعض کتابیں مذہب اور مطلا بھی تھیں اور اکثر بڑی اچھی نستعلیق کتابت میں مرقوم تھیں، ان کو بڑے اہتمام سے رکھا گیا تھا، سب کی چرمی جلدیں تھیں جن پر چاروں طرف خلفاء راشدین کے اسماء گرامی، پیشانی پر سرکار خداداد، بیچ میں سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۔ اور اس کے اوپر اور نیچے "اللہ کافی" کے نقش نہایت دیدہ زیب خط میں بنے ہوئے تھے، اور جا بجا شیر کی ببری کا نقش بنا ہوا ہوتا تھا جو گویا ٹیپو سلطان کا شاہی نشان تھا، کچھ کتابوں میں جو دربار سلطانی میں لکھی گئی تھیں سرینگ پٹن کے کارخانے کا کاغذ بھی استعمال ہوا تھا جس کا واٹر مارک یا آبی نشان ٹنک شیر کی ببری کا تھا، ایسے کاغذ اور ایسی جلدوں والے دو چار مخطوطات جامع میسور کے اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ ہیں، سلطان کی یہ بھی عادت تھی کہ اہم کتابوں کے متعدد نسخے تیار کراتے اور انہیں افسروں اور دوستوں میں تقسیم کراتے تھے اور بطور تحفہ بھیجتے تھے۔

حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان دونوں کے درباروں میں ملک الشعراء کا تقرر ہوتا تھا اور دوسرے شاعر بھی موجود رہتے تھے جو خاص موقعوں پر قصیدے کہہ کر پیش کرتے تھے، حیدر علی خاں پڑھے لکھے آدمی تو نہیں تھے لیکن مختلف زبانیں جانتے تھے، ٹیپو سلطان کی باقاعدہ تعلیم ہوئی تھی، مختلف علوم و فنون سے واقف تھے، متعدد زبانیں جانتے تھے، فارسی میں کافی مہارت حاصل تھی، اکثر فارسی بولتے اور فارسی ہی لکھتے تھے، مطالعہ باقاعدگی کے ساتھ کرتے تھے۔

تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا زمانہ مہلت دیتا اور جنگ و جدل سے فرصت ملتی تو شاید اس میدان کے بھی شہ سوار نکلتے، اسٹورٹ نے لکھا ہے کہ مختلف موضوعات پر سلطان نے پینتالیس کتابیں خود لکھیں یا اپنے درباری علما سے لکھوائی تھیں بعض اوقات املا کرادیتے یا آپ کے حکم پر کوئی چیز لکھی جاتی تو اسے ملاحظہ فرماکر صاد کردیتے تھے، چنانچہ ایسی کتابوں سے آئین حرب و ضرب پر فتح المجاہدین، نجوم پر زبرجد، فقہ میں فقہ محمدی، تاریخ سلطنت خداداد پر سلطان التواریخ موسیقی پر مفرح القلوب اور خطبات جمعہ کا مجموعہ مؤید المجاہدین مشہور و معروف ہیں، لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ سلطنت خداداد کی علمی پیداوار اکثر و بیشتر تباہ و برباد اور ناپید ہوگئی، شاہی کتب خانہ انگریز لوٹ لے گئے، مسلمان ایسے پریشان و ہراساں ہوگئے کہ اپنے علمی سرمائے کی خاطر خواہ حفاظت نہ کرسکے، سلطان کے فرامین، خواب نامہ، ڈائریاں وغیرہ تک مال غنیمت میں گئے، جو سندیں وغیرہ افراد اور اداروں میں موجود تھے ان کو انگریزوں نے اپنے فرامین اور اسناد سے بدل ڈالا، اس طرح اس سلطنت کے آثار کو مٹانے کی مہم چلائی گئی۔ لیکن گذشتہ ڈیڑھ صدی میں کچھ چیزیں بازیافت ہوگئیں اور ہاتھ آہی گئیں، تحقیق اور ریسرچ کرنے والوں نے اپنی سعی و کوشش سے بعض اہم چیزوں کو منظر عام پر لایا۔ بہر طور ایک دھندلا سا نقشہ اس دور کی علمی اور فنی فتوحات کا ہمارے سامنے آچکا ہے، تاہم یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے مکمل تصویر نہیں۔

دربار سلطانی میں جو کتابیں تصنیف ہوئیں ان میں سے صرف فتح المجاہدین شائع ہوئی ہے۔ باقی سب مخطوطات کی شکل میں انگلستان، پاکستان اور ہندوستان کی مختصر مخطوطہ لائبریریوں میں بکھری ہوئی ہیں، دور حاضر میں مائکروفلم کی جو سہولت ہوگئی ہے اس کی بدولت ان سب سے گھر بیٹھے استفادہ کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر شیخ علی صاحب ایم۔ اے، پی ایچ ڈی (علیگ)، پی ایچ ڈی (لندن)، صدر شعبہ تاریخ جامعہ میسور نے سلطان کے سارے مکاتیب و فرامین کا مائکرو فلم انگلستان سے منگا لیا ہے جن میں سے صرف چند منتخب خطوط کا ترجمہ کرک پیٹرک نے شائع کیا تھا اسی طرح ڈاکٹر خضر علی خاں صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی (کنٹب) وظیفہ یاب پرنسپل

مہاراجہ کالج وسابق پروفیسر اردو فارسی عربی جامعہ میسور کے پاس ٹیپو سلطان کے دست خاص سے لکھے ہوئے خواب نامے کا مکمل عکس موجود ہے جو آپ انگلستان سے اپنے ساتھ لائے تھے۔
مفرح القلوب بھی دربار سلطانی کی ایک نہایت ہی اہم تصنیف ہے جو توجہ کی مستحق ہے، اس کے نسخے مختلف مخطوطہ لائبریریوں میں بھی موجود ہیں اور ریاست میسور کے بعض ذاتی کتب خانوں میں بھی مل جاتے ہیں، ایک مکمل نسخہ جامعہ میسور کے اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں بھی موجود ہے، جہاں دکھنی، فارسی اور عربی کے لگ بھگ ہزار قیمتی مخطوطات کا ذخیرہ جمع ہو چکا ہے، خود ٹیپو سلطان نے اس کے متعدد نسخے تیار کرائے اور تقسیم کئے تھے، چنانچہ کرک پیٹرک کے "منتخب مکاتیب سلطانی" کے ایک مکتوب سے بھی اس کا پتا چلتا ہے جس میں ٹیپو سلطان نے سری رنگ پٹن کے داروغہ توشک خانہ شاہی کے نام حکم بھیجا ہے کہ مفرح القلوب کی دس نقلیں تیار کرا کے روانہ کی جائیں جن میں سے پانچ مکمل اور نقرئی جلدوں سے مزین ہوں اور پانچ فقط ملحض اور مختصر ہوں، نصیر الدین ہاشمی مرحوم نے اپنی تصنیف یورپ میں دکھنی مخطوطات میں رقم کیا ہے کہ انڈیا آفس لندن میں اس کتاب کے نو نسخے موجود ہیں جن میں سے بعض پر خود سلطان کے دستخط ثبت ہیں اور جو شاہی کتب خانے کے معلوم ہوتے ہیں، اپنے ایک تازہ مقالے میں جو رسالہ اردو کراچی کے جولائی ۱۹۶۶ء نمبر میں شائع ہوا ہے آپ نے اس کے ایک اور نسخے کی نشاندہی کی ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی کے ذخیرہ مخطوطات میں شامل ہے، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے جس کا ذکر ہاشمی صاحب نے اپنی مرتبہ فہرست میں کیا ہے۔

مفرح القلوب بھی فتح المجاہدین کی طرح دربار سلطانی کا ایک علمی، ادبی اور فنی شاہکار ہے اور ایک ثقافتی یادگار، عہد سلطنت خداداد کی بڑی گراں مایہ اور بلند پایہ پیداوار ہے، اس کی اہمیت اور قدر وقیمت کے کئی مختلف پہلو ہیں، یہ اس زمانے کی درباری تصنیف ہے جب سلطنت خداداد کا عروج نقطۂ کمال کو پہونچ چکا تھا، ٹیپو سلطان کی ایجادی اور اختراعی صلاحیت اور رجحان کی آئینہ دار ہے، دربار سلطانی کی علمی اور ادبی فضا کا عکس اس میں دکھائی دیتا ہے، حسن

علی عزت کا شاہ کار ہے، ان کا فارسی اور دکھنی نظم و نثر کا گویا کلیات ہے جس میں انھوں نے انشا پردازی اور سخنوری کے جوہر دکھائے ہیں، سلطنت خداداد کی ادبی دکھنی زبان سب سے زیادہ اسی کتاب میں محفوظ ہے، فنی حیثیت سے موسیقی کے ادب میں ایک ممتاز اور دلچسپ اضافہ ہے، غرض یہ کتاب بہت سی خوبیوں کی مالک ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس پر اب تک بہت کم توجہ دی گئی ہے مورخوں نے تو اس کا ذکر تک نہیں کیا، دو چار تذکرہ نگاروں نے اس کا ذکر کیا ہے بھی تو اس کا صحیح تعارف نہیں کرایا بلکہ بعض مقامات پر تو کچھ عجیب غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ مثلاً نصیر الدین ہاشمی یوروپ میں دکھنی مخطوطات میں رقم طراز ہیں کہ "کتاب کی ابتدا میں ایک طویل دیباچہ فارسی میں درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف عباد اللہ ہے نہ کہ حسن علی عزت، آخر پر تاریخ تصنیف ۱۱۹۹ھ مرقوم ہے" دیباچے کی اس عبارت سے دراصل ہاشمی صاحب کو مغالطہ ہو گیا "ہرچند ایں کم ترین عباد اللہ استعداد و قابلیت و طاقت حمل بارِ گراں ایں امر خطیر نداشت" ورنہ اس سے چار سطر پہلے ہی مصنف کا نام واضح طور پر یوں مرقوم ہے "حکم جہاں مطاع و عالم مطیع و دیریغ محکم و امر قضا توام باضعف و احقر تمامی خلقت حسن علی المتخلص بعزت کہ یکی از خادمان حضور و بساط بوسان محفل نور علی نور است شرف صدور یافت" آپ نے بلوم ہارٹ کی عبارت کا خلاصہ بھی رقم کیا ہے جس کا اختتام اس بیان پر ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۱۹۷ھ میں شروع کی گئی اور دو سال میں ختم ہوئی، یہ بھی غلط ہے، کتاب کے آخر میں جو سال تاریخ ۱۱۹۹ھ مرقوم ہے دراصل شاہزادہ حیدر کی رسم ختنہ کے جشن کی تاریخ ہے اس موقع پر لکھے ہوئے تین فارسی قطعہ ہائے تاریخ کتاب کے آخر میں موجود ہیں، اس کتاب میں کہیں سالِ تصنیف یا سالِ تکمیل مذکور نہیں ہوا، دیباچے میں ٹیپو سلطان کا سالِ جلوس البتہ ۱۱۹۷ھ مذکور ہے، دیباچے کی عبارتوں سے اتنا ضرور واضح ہوتا ہے کہ اسی سالِ فتح المجاہدین تصنیف ہوئی اور اس کے بعد مفرح القلوب کی باری آئی، بہرطور یہ یقینی امر ہے کہ ۱۲۰۱ھ تک یہ کتاب مکمل ہو چکی تھی کیونکہ اس سال سلطان نے اپنے مذکور فرمان میں اس کی نقلیں بھیجنے کا

حکم دیا تھا، محمد سعید عبدالخالق نے میسور میں اردو میں اس کے متعلق صرف دو جملے لکھے ہیں، اسٹیوارٹ نے ٹیپو سلطان کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں اسے غزلیات اور دوسری نظموں کا مجموعہ بتایا ہے جو فارسی اور دکھنی میں ہیں اور اسے درباری شاعر حسن علی نے لکھا اور سلطان کے نام سے منسوب کیا، ڈاکٹر حبیب النساء بیگم (پروفیسر اردو جامعہ میسور) نے اپنے تحقیقی مقالے میں جو ریاست میسور میں اردو کی نشو و نما کے نام سے شائع ہوا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "انہوں نے ۱۷۸۵ء میں یہ کتاب دکنی زبان میں لکھی جو اسی نام کی فارسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے" حالانکہ یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کی اکثر نظمیں دکھنی میں ہیں، یہ ترجمہ نہیں بلکہ تصنیف ہے، ڈاکٹر آمنہ خاتون صدر شعبہ اردو جامع بنگلور نے ریاست میسور میں اردو میں اس کے فارسی دیباچے کا اقتباس پیش کیا ہے اور چھتیس ریختے، جن میں سے تیس قطعے ہیں اور چھ غزلیں، نو رباعیاں اور اکھتر فردیات نقل کئے ہیں، آپ نے لکھا ہے کہ "میں نے اس مجلے میں مفرح القلوب کا صرف اردو کلام مکمل طور پر شائع کر دیا ہے" آپ کے پیش نظر جو نسخہ رہا وہ شاید ملخص اور مختصر ہے، ورنہ اصل کتاب میں تو ان کے علاوہ ایک سو اسی غزلیں دکھنی میں مزید موجود ہیں۔

مفرح القلوب کے مصنف حسن علی عزت ہیں، اسٹیوارٹ نے آپ کو ٹیپو سلطان کے دربار کا ملک الشعراء بتایا ہے، نصیر الدین ہاشمی اپنے آخری مقالے میں رقم طراز ہیں جو رسالہ اردو، کراچی، جولائی ۱۹۶۶ء میں فتح نامہ ٹیپو سلطان کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔

"عزت کا حال کسی قدیم تذکرے میں نہیں ہے، صرف کریم الدین نے اپنے تذکرہ طبقات الشعراء میں اس کا ذکر کیا ہے، اس کا بیان حسب ذیل ہے۔

عزت تخلص، حسن علی نام اس مصنف نے ایک تاریخ نظم میں فتوحات ٹیپو سلطان کے کارناموں پر لکھی تھی اور اس میں لڑائی نظام علی خاں اور مرہٹہ وغیرہ کی بھی صراحت ہے، اس کا نام فتح نامہ ہے، اس کی ایک جلد سرکار کمپنی کے کتب خانے میں ہے"

عزت کے حالات زندگی وغیرہ اس سے زیادہ اور کہیں نہیں ملتے، البتہ مفرح القلوب کے دیباچے

سے اتنی معلومات ضرور حاصل ہوتی ہیں کہ آپ سلطان کے دربار میں ایک معزز مصاحب اور شاعر کی حیثیت سے ممتاز تھے، سلطان نے آپ سے دو کتابوں کی تصنیف کا کام لیا، آپ خاص خاص موقعوں کے لیے قصیدے اور قطعے کہتے اور دربار میں سناتے تھے، آپ کی فارسی انشا پردازی کا کمال اور فارسی اور دکھنی کی شاعرانہ صلاحیتیں تو آپ کی تصانیف سے ظاہر ہیں، شاید موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے ورنہ مفرح القلوب کی تصنیف کے لیے سلطان آپ کا کیوں انتخاب کرتے، مذہباً شیعہ تھے مفرح القلوب کے دیباچے میں حمد و نعت کے بعد فقط حضرت علیؓ کی منقبت پر اکتفا کی ہے۔

مفرح القلوب کے دیباچے میں حسن علی عزت لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالب خود ٹیپو سلطان نے املا کرائے تھے، ان کا بیان ہے۔

"ایں کمتریں . . . . . بمصداق کلام بلاغت ارتسام حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ
بیت = در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔ ہرچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم
آنچہ از زباں گوہر بیان ارشاد رفت شروع بترقیم نمود"۔

بالکل اسی طرح کے بیان دوسری کتابوں میں بھی ملتے ہیں جو دربارِ سلطانی میں تصنیف ہوئی تھیں، مثلاً "فتح المجاہدین کے دیباچے میں میر زین العابدین شوستری بھی یہی لکھتے ہیں، نشان حیدری کے مصنف کرمانی تو اسے خود سلطان کی تصنیف شمار کرتے ہیں، سلطان التواریخ کے مصنف نے لکھا ہے"۔

"بر اربابِ بصیرت پوشیدہ نماند کہ اکثر عبارات کہ بصفت خیر الکلام ماقلّ و دلّ موصوف است از زبان گوہر فشان آں جناب است"

دربار سلطانی میں مرتب کی ہوئی ایک اور کتاب فقہ محمدی کے دیباچے میں تحریر ہے کہ

"پس بموجب حکم قضا توام بحضور حضرت معلی القاب ایں رسالہ کردہ شد بایں وجہ کہ عبارت ہر مسئلہ وصورت استنباط آں از مسائل مختلطہ از حضور ارحم الفضلاء بمولویان

مذکورہ ارشاد می شد ایشاں بعینہ بقید قلم می آوردند تا بحدی کہ بانجام رسید و نام ایں کتاب بفقہ محمدی موسوم گردید۔"

یہ کتاب حنفی فقہ کے روزمرہ کے مسائل کا مختصر سا مجموعہ ہے اور اس کا سلطانی کتب خانے کا ایک نسخہ ہماری جامعہ کے اورینٹل ریسرچ انسٹیٹوٹ میں محفوظ ہے۔

یہاں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ سب کتابیں ٹیپو سلطان نے خود املا کرائی تھیں یا ایسے بیانات صرف ان کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لیے رقم کیے گئے ہیں۔ سلطان کے علمی ذوق اور تخلیقی صلاحیت سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا، ان کی تعلیم باقاعدہ اور اچھی ہوئی تھی، وسیع مطالعہ تھا، مکاتیب، فرامین وغیرہ اکثر اوقات دستِ خاص سے لکھتے تھے، محفلوں میں سلاطینِ عرب و عجم کے واقعات آیات قرآنی، احادیث رسولؐ وغیرہ کا بیان ہوتا رہتا تھا، ان سب حقائق کے باوجود مفرح القلوب اور ان دوسری کتابوں کا اصل مصنف آپ کو قرار نہیں دیا جا سکتا، آپ کی خاص تحریروں اور ان کتابوں کی عبارتوں میں واضح فرق ہے، البتہ اتنا ضرور بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ تحریک اور تجویز آپ فرماتے تھے، خاکے بھی آپ ہی دیتے تھے، باقی خانہ پری، ترتیب اور تکمیل درباری علماء اور شعراء کرتے تھے، چنانچہ مفرح القلوب کا بھی یہی حال ہے۔

مفرح القلوب کے علاوہ حسن علی عزت کی ایک اور تصنیف بھی موجود ہے جو فتح نامہ ٹیپو سلطان یا اضراب سلطانی کے نام سے موسوم ہے، اس میں آپ نے ٹیپو سلطان کے ایک معرکے کا حال دکھنی نظم میں لکھا ہے جب سلطان نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں کی متحدہ قوت کو شکست فاش دی تھی، عزت نے یہ جنگ نامہ خود سلطان کے حکم پر لکھا تھا، ہاشمی صاحب نے اسے مکمل طور پر رسالہ اردو کے اس مقالے میں شائع کر دیا ہے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

مفرح القلوب بنیادی طور پر فارسی کتاب ہے کیونکہ اس کا دیباچہ اور دوسرے مطالب کا بیان فارسی نظم و نثر میں کیا گیا ہے، لیکن بعض مطالب کا بیان زیادہ تفصیل اور طوالت کے ساتھ دکھنی نظم میں ہوا ہے، اور دکھنی نظمیں فارسی نظموں سے تعداد میں دس گنی زیادہ ہیں، تاہم اس کا دکھنی

حصّہ الگ کر لیا جائے تو ایک مبہم سی چیز رہ جاتی ہے، کیونکہ اصل بنیادی مطالب کا بیان فارسی میں درج ہے، لسانیاتی نقطۂ نظر سے دکھنی حصّے کی اہمیت ناقابلِ انکار ہے، یہ گویا سلطنت خداداد کی دکھنی شاعری کا سب سے بڑا اور بڑی حد تک نمائندہ مجموعہ ہے، فنی حیثیت سے فارسی اور دکھنی دونوں حصّوں کی اہمیت مساوی ہے، یہ ایک مبسوط کتاب ہے جس کا موضوع موسیقی اور رقص ہے؛ یہ نہ ہندوستانی موسیقی معلوم ہوتی ہے نہ کرناٹکی، اسے سلطانی موسیقی کہنا بجا ہوگا کیونکہ اس کی ایجاد کا سہرا ٹیپو سلطان کے سر ہے، فنِ موسیقی کے ماہر اس کا تقابلی مطالعہ کرسکیں گے اور صحیح اندازہ لگا سکیں گے، اس کا آغاز سلطان کے دربار سے ہوا اور زوالِ سلطنت نے اسے بھی ناپید کر دیا، سُر، تال، اونچ نیچ وغیرہ کے قواعد و اصول اس میں بڑی صراحت اور اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، نغموں اور رقص کی بنیاد اوزان پر رکھی گئی ہے اور اوزان کے لیے افاعیل کا استعمال کیا گیا ہے، بہر طور جو کچھ بھی ہے ایک مسلسل اور مربوط نظام ہے، یہ بھی ٹیپو سلطان کی ایک ایجادی اور اختراعی یادگار ہے آپ نے جہاں سنہ محمدی یا مولودی کو رواج بخشا شہروں اور گاؤں کے نام بدلے، ہتھیاروں، پیمانوں وغیرہ کو نئے ناموں سے موسوم کیا وہاں اپنی جدت پسندی سے کام لے کر اصولِ موسیقی بھی وضع کئے، احکام شرع کی پابندی بڑی مستعدی کے ساتھ کرتے تھے لیکن محض تفنن طبع اور تفریح خاطر کے مقصد سے گاہے ماہے گانا سنتے اور رقص دیکھ لیتے تھے۔

کتاب کا آغاز تسمیہ سے ہوتا ہے اور اس کے مضامین مقدمہ، چھ ابواب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہیں، حمد و نعت میں عزت نے اپنے کمالِ انشا پردازی کے جوہر دکھائے ہیں، کچھ عبارتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

"حمد صانعی کہ چوں آفتاب جہاں تاب صبح صنعتش از افق مشرق إِذَا أَرَادَ اللهُ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ۔ طلوع نمودہ غنچہ ہائے دل ارباب نشاط و طرب را برنگ گل شگفتگی بخشید و شعلہ کار لطفش بفحوای زینا السماء الدنیا بمصابیح چراغ خورشید در شبستان عالمِ کون و فساد افروختہ فانوسِ قلبِ اہلِ مسرت و بہجت

را نور و ضیائی قدرت کاملۂ خویش ابیض و منور گردانید نخل بندی کہ بلبل را از آتشِ عشق گل سراپا سوختہ در گلستان رنگ و بوی الفت بسان بسمل پہلو بہ پہلو طپانید

ای بر کمال قدرت تو عقل کل گواہ | بر لوح کبریائی تو توقیع لا الٰہ
از شبنم عطائی تو یک قطرہ بحر و کاں | و ز پرتو جمال تو یک ذرہ مہر و ماہ
بر یادِ تست عیش جوانان می کدہ | و ز شوق تست نعرہ پیران خانقاہ
عزت کہ نامہ عملش را نیامدہ | عنوان بغیر مظلمہ مضمون بجز گناہ

عالی ترین جواہر صلوات مسرت آیات و الاترین لالی تحیات بہجت سمات نثار جناب نبوت انتساب محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلوٰۃ اللہ و سلام اللہ علیہ و آلہ الطیبین و الطاہرین و اصحابہ۔

ای بردہ ز آفتاب بوجہ حسن سبق | ظاہر شد از تبسم تو صبح در شفق
از سرو خوش خرام تو شمشاد منفعل | و ز روی لالہ فام تو گل برگ در عرق
از دفتر جمال تو توریت یک رقم | و ز مصحف کمال تو انجیل یک ورق
عزت و نعت ذات تو فی السر والعلن | چنداں کہ ہست ناطقہ را قوت نطق

حمد و نعت کے بعد حضرت علیؓ کی منقبت بڑے خلوص اور عقیدت سے کرتے ہیں اس کی کچھ عبارت اور ابیات ہدیہ ناظرین ہے۔

"مدح منقبت شاہنشاہیت کہ طناب سرادق اجلال و شوکت و حشمت و عزت و رفعتش قاف تا قاف ہستی کشیدہ و صدائے ہیبت فضائل و کمال وجود و سخایش در ندطاق گنبد خضرا پیچیدہ —

علی صورت قدرت کردگار | علی در جہاں حجت استوار
ہوا خواہ او جبرئیل امین | بفرمان او آسمان و زمین

اس کے بعد اصل موضوع کا بیان یوں شروع کرتے ہیں۔

"اما بعد بر آئینہ دلہائے اولوا الابصار ظاہر و روشن و بر مرات خاطر ارباب فطنت و ذکا ہویدا و مبرہن است کہ از بدو فطرت الی الآن بسیار پادشاہان ذی شان در اکثر ازمنہ و اعصار فرمان روایان ذوالاقتدار بودند، احدی را غیر از خور و خواب و لہو و لعب و بیہودہ گوئی اشتغال امر دیگر نبود الخ"

دیباچے کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے

ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا میں بہت سے بڑے بڑے بادشاہ دنیا میں گذرے لیکن انھوں نے اور ان میں سے خاص طور پر ہندوستان کے بادشاہوں نے فضولیات میں عمر بسر کی اور عموماً لہو و لعب، خورد و خواب، عیش و عشرت، نشاط و انبساط، سیر و شکار، حسن و عشق اور شرب شراب میں مشغول رہے آئین فوج و سلطنت اور قواعد جہاں گیری پر انھوں نے شاذ و نادر ہی توجہ دی نتیجہ یہ ہوا کہ رشتہ ریاست و خلافت ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، بیدین نصاریٰ ان کی سلطنت پر قابض ہوتے چلے گئے، ان کے آلات اور ہتھیار سے شاہان ہند خوف زدہ ہو کر ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنے لگے، چنانچہ نصاریٰ نے مساجد کو ڈھا دیا اور اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرتے چلے گئے، لیکن ٹیپو سلطان نے اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لیا اور ان سے جہاد پر کمربستہ ہو گئے، ان کو ہر معرکے میں نیچا دکھایا، وہ قتل ہوئے یا راہ فرار اختیار کی یا آپ سے امان مانگ لی، ۱۱۹۷ھ میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے آئین حرب و ضرب اور قانون جنگ و جدل پر فتح المجاہدین نامی کتاب ترتیب دی جو ایک نادر الوجود کتاب اور اپنی نظیر آپ ہے اس کے علاوہ بھی آپ نے اور بہت سے ایجادات اور اختراعات کئے، امور مملکت سے فارغ ہوئے تو آپ نے موسیقی کے قواعد و اصول از سر نو مرتب کئے کیونکہ جس طرح جسم و جان لازم و ملزوم ہیں حرب و ضرب کے ساتھ تفریح و تفنن اور مسرت و بہجت بھی لازمی اور ضروری ہیں، چنانچہ آپ نے مفرح القلوب کے نام سے یہ کتاب قید تحریر میں لائی، زمانہ سابق میں کشن نامی ایک شعبدہ باز گزرا ہے جو کبھی

عورت کی شکل اختیار کرتا کبھی مرد کے بھیس میں آتا، کبھی بچہ، کبھی جوان اور کبھی بڈھا بن کر آتا، اس نے جو اصول موسیقی وضع کیے تھے وہی سارے جہان میں مشہور اور مروج ہو گئے، کسی نے ان پر تنقیدی نظر نہ ڈالی تھی اگرچہ وہ بے لطف اور لذت سے خالی تھے، مگر ٹیپو سلطان نے اپنی جدت پسندی سے کام لے کر ان کا رنگ ہی بدل ڈالا، آپ نے ساغوں کا تعین کیا، چھے نغمے ٹھہرائے بارہ ضربیں اور نشیدیں مقرر کیں اور تیس اصول وضع کیے، نغموں کے نام آفتاب کے مختلف رنگوں اور حالتوں کے ناموں پر رکھے۔

اس کے بعد مختلف سازوں کا تعارف اور تفصیلات فارسی نظم و نثر دونوں میں بیان کیے گئے ہیں جیسے مردنگ، زنگولہ، صدر، ہلال، بدر، وغیرہ ان میں سے اکثر کو عزت ٹیپو سلطان کی ایجاد و اختراع بتاتے ہیں، اس مقدمے کے بعد چھ باب قائم کیے گئے ہیں اور ہر باب میں پہلے فارسی نثر میں ایک نغمے یعنی راگ کا بیان کیا گیا ہے، پھر اس کے قواعد فارسی نظم میں بیان کیے گئے ہیں جیسے "غزل گوشوارہ" کا عنوان دیا گیا ہے، اس کے بعد ایک سلامیہ رباعی دکھنی میں رقم کی گئی ہے اور دکھنی نظم میں اس نغمے کی کچھ اور توصیف کی گئی ہے، ہر نغمے کے پانچ اصول قرار دیے گئے ہیں اور پانچوں کا بیان دکھنی نظموں میں مرقوم ہے، آخر میں تیس دکھنی غزلیں اور دو فارسی غزلیں تخ اس نغمے کے لیے موزوں ہیں پیش کی گئی ہیں جو سب کی سب عزت کی کہی ہوئی ہیں، البتہ ہر دکھنی غزل کے بعد اسی کے وزن میں کسی فارسی شاعر کا ایک شعر لایا گیا ہے جسے عزت "جملہ معترضہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور ہر فارسی غزل کے بعد اپنی ایک دکھنی بیت لائی ہے، ہر باب میں نغمہ و اصول کے بیان کے ساتھ ہی ساتھ بارہ ضربوں کا ذکر بھی کیا ہے جن میں چھے نشست سے مخصوص ہیں اور چھے رقص سے متعلق۔

خاتمے میں مزید سلامیہ رباعیاں، فارسی اور دکھنی غزلیں، متعدد فردیات منسلک ہیں جن کے مضامین بقول مصنف بہاریہ اور ثنائیہ ہیں آخر میں رقص کے مزید قواعد و آداب کا فارسی نثر میں بیان کیا گیا ہے کتاب کا اختتام تین فارسی قطعوں پر ہوا ہے جو شاہزادہ حیدر کے جشن

رسم خفتنہ کے موقع پر مخصوص راگوں میں گانے کے لیے لکھے گئے ہیں، ان میں تاریخی مادے شامل ہیں جن سے سال ۱۱۹۹ھ حاصل ہوتا ہے، شاید انہیں سے مغالطہ ہوا ہے کہ یہ کتاب کا سال تکمیل ہے۔

ساری کتاب میں جملہ نظموں اور ابیات کی تعداد حسب ذیل ہے۔

فارسی قطعے ۔۵، فارسی غزلیں ۔۱۵، فارسی رباعیاں ۔۲، فارسی فرد ۔۱، دکھنی قطعے ۔۳۰، دکھنی غزلیں ۔۱۸۶، دکھنی رباعیات اور قطعات ۲۵، دکھنی فردیات ۔۴۳، جملہ دکھنی ابیات دو ہزار، جملہ فارسی ابیات تقریباً ساڑھے چار سو، جملہ معترضہ، لقب والے فارسی اشعار کے علاوہ سارا منظوم کلام عزت کا ہے، گویا آپ کا دیوان ہے، رباعیاں کم ہیں لیکن چار مصرع والے قطعوں کو بھی رباعی کا نام دے دیا گیا ہے، دکھنی کو ہندی بھی کہا ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہر جگہ دکھنی نظم کو ریختہ کہتے ہیں، خود مصنّف کے قول کے مطابق ساری غزلیں بہاریہ اور ثنائیہ ہیں، سارے مضامین طربیہ ہیں، حزن و ملال اور یاس و حرماں کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا، بہاریہ اور عاشقانہ مضامین کے پہلو بہ پہلو جا بجا سلطان کی مدح و ثنا کی گئی ہے، ظاہر ہے کہ یہ غزلیں سلطان کے سامنے گانے اور رقص کرتے ہوئے سنانے کے لیے کہی گئی ہیں، مختلف راگوں کے لیے موزوں اور ان سے مخصوص ہیں، ان کا مقصد تفریح و تفنن کے سوا کچھ نہیں، کتاب کا نام اپنے موضوع اور مضامین و مطالب کے لحاظ سے اسم با مسمی ہے۔ سلاست، روانی، حسن بیان اور اثر آفرینی عزت کے فارسی اور دکھنی کلام کی امتیازی خوبیاں ہیں۔

نغموں کا مختصر سا تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔ ابیض۔ صبح کا نغمہ، اس کے پانچ اصولوں کے نام سحر کے پہلے حرف سے نکلنے والے رکھے گئے ہیں یعنی سلطانی، سہروہی، سبزوشی، سرونازی، سبزواری اس کی غزلوں میں تعریف صبح، حسن محبوباں، شگفتن گل، روشنی، مجلس شادی شجاعت، سخاوت، عدالت اور حسن کی تعریف کے مضامین آئے ہیں۔ (باقی)